بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک ساتھ تین طلاقیں دینا جرم نہیں ہے

نوٹ: یہ مضمون روزنامہ جسارت میں تین اقساط میں 8 ,9 اور 10 نومبر 2019ء کو شائع ہو چکا ہے، جس کے لنک درج ذیل ہیں۔

https://epaper.jasarat.com/2019/11/08/karachi/4
https://epaper.jasarat.com/2019/11/09/karachi/3
https://epaper.jasarat.com/2019/11/10/karachi/3

کئی برسوں سے اسلامی نظریاتی کونسل ایک ساتھ تین طلاق کو قابلِ سزا قرار دینے کی سفارش کر رہی ہے۔ اس سے خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ دیر سویر سزا کی قانون سازی ہو جائے گی۔ یہ خطرہ پاکستان میں روشن خیالی کے بڑھتے ہوئے رجحان اور بالخصوص بھارتی سپریم کورٹ کے فیصلے سے اور بھی بڑھ گیا ہے۔ تاہم ماہ ستمبر ۲۰۱۹ کے پہلے ہفتے میں جو خبر آئی ہے، اس میں اطمینان کی بات وزیرِ قانون فروخ نسیم صاحب کا ریمارک ہے کہ بیک وقت تین طلاقوں کو قابلِ سزا جرم قرار دینے کا کوئی حوالہ ملا تو قانون سازی کر سکتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فروغ نسیم اور ان کے ہم خیال قانون سازوں کی دانشمندی میں اضافہ کرے اور انہیں استقامت دے کہ جب تک اسلامی نظریاتی کونسل اس فعل کے قابلِ سزا ہونے کا واضح ثبوت قرآن و سنت سے پیش نہ کر دے، وہ سزا کی قانون سازی کی جانب نہ بڑھیں۔

ہم مباحثے کی ابتداء میں فوری تین طلاق کے متعلق اپنی رائے، جو امام شافعیؒ کے رائے سے ملتی جلتی ہے اور اس کے خلاف ہر گز نہیں ہے، کو نقل کر رہے ہیں تاکہ قارئین ہماری تحریر کو آسانی سے فالو کر سکیں۔

نوٹ: یہ تحریر www.islamreality.org کی جانب سے ہے اس لیے "میں" کی جگہ "ہم" استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہم مضامین کریٹیکل تھنکنگ، جسے قرآن "تدبر" کہتا ہے، کے تناظر میں لکھتے ہیں۔

تین طلاق کا قرآنی قانون

قرآن کے مطابق (جسے ہم بعد میں ثابت کرینگے) شادی کے بعد جب کبھی طلاق کی نوبت آئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک یا تین طلاق دینے کا فیصلہ مرد کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے۔ اور بالواسطہ طور پر نصیحت کی ہے کہ اگر کوئی بڑی وجہ (جسکی بنیاد پر مرد کا پختہ ذہن بن جائے کہ وہ آئندہ بھی اس عورت کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کرنا نہیں چاہے گا) نہ ہو تو پھر ایک ہی طلاق دینی چاہیے تاکہ اس کے سامنے دونوں راستے کھلے رہیں، اور اگر اللہ چاہے تو وہ اپنے فضل سے ان کے درمیان موافقت کی صورت پیدا کر سکے۔

یہاں موقع کی مناسبت سے تین باتوں کا ذکر کیا جا رہا ہے (قرآن و سنت کے حوالے سے تین طلاق کے قانون پر تفصیلی بحث آگے آئیگی):

نمبر ۱: ہمارے ہاں فوری تین طلاقوں کے زیادہ تر واقعات لاعلمی اور جذباتی ردِ عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس کا علاج لوگوں کو ایجوکیٹ کرنا ہے، بیک وقت طلاق کے قانون کو ختم کرنا نہیں۔ کیونکہ بعض صورتوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً عورت کی بدکاری۔

نمبر ۲: قرآن کے مطابق اگر کوئی مرد چھوٹی موٹی وجہ سے تین طلاق دے بیٹھے تو وہ اپنے اوپر ہی ظلم کرتا ہے یعنی وہ خود اپنا نقصان کرتا ہے۔ لہذا ایسے مرد کو سزا دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ رہا یہ سوال کہ عورتوں اور بچوں کا نقصان تو صاف طور پر نظر آتا ہے۔ اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ اس کی وجہ طلاق کا فعل نہیں ہے، بلکہ کچھ اور ہے۔ اسکی تفصیل پر گفتگو ہم بعد میں کریں گے۔ فی الحال اتنا جان لیجئے کہ اگر یہ بات سچ ہوتی تو فوری تین طلاق سے عورتوں اور بچوں پر ظلم کا تذکرہ قرآن و حدیث میں ضرور آتا۔

نمبر ۳: مولانا مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں جو آراء نقل کی ہیں، اسکے مطابق امام شافعیؒ بھی طلاقِ سنت اور طلاقِ بدعت کا فرق صرف ٹائمنگ (مثلاً ایام میں طلاق دینا، ایسے طُہر میں طلاق دینا جب واضح نہ ہو کہ عورت حمل سے ہے یا نہیں) کی بنیاد پر کرتے ہیں، تعدادِ طلاق کی بنیاد پر نہیں۔ اس طرح انکے نزدیک بیک تین طلاقیں دینا، طلاقِ بدعت نہیں بلکہ طلاقِ سنت (طریقہ کے مطابق طلاق) ہے۔

کونسل کی جانب سے سزا کا جواز بے بنیاد ہے

یکبارگی تین طلاق دینے والوں کو سزا کی بات اس دعوٰی پر کی جاتی ہے کہ اس فعل سے عورت کی حق تلفی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر آپ بھارتی سپریم کورٹ کا مقدمہ یاد کیجئے جہاں پانچ مسلمان مطلقہ خواتین، مختلف تاریخوں میں الگ الگ، اپنی حق تلفی کا مقدمہ لے کر عدالت گئی تھیں۔ آیئے حق تلفی کے حوالے سے حقیقت کا جائزہ لیتے ہیں۔

الف: آپ درج ذیل سوالات پر غور کیجئے،

۱: کیا قرآن کہیں کہتا ہے کہ عورت کا یہ حق ہے کہ شادی کے بعد جب کبھی طلاق کی نوبت آئے تو اس کا شوہر ہمیشہ کے لیے عورت کو رشتہ ازدواج سے علیحدہ نہیں کر سکتا؟

۲: کیا عورت کے اس حق کا ذکر کسی حدیث میں موجود ہے؟

۳: کیا انسانی حقوق یا نسوانی حقوق کا کوئی چارٹر آج عورت کے اس حق کی حمایت کرتا ہے؟

۴: کیا کسی بھی ملک کا آئین یا قانون آج عورت کے اس حق کی ضمانت دیتا ہے؟

۵: کیا کسی بھی ملک کے عوام آج عورت کے اس حق کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرد اس سے شادی کے بعد کسی موقع پر اس سے اپنا رشتہ ازدواج ہمیشہ کے لئے توڑ نہیں سکتا؟

آپ جانتے ہیں کہ اوپر ہر سوال کا جواب نفی میں ہے۔ جب عورت کا یہ حق ہے ہی نہیں کہ اسکا خاوند شادی کے بعد طلاق کی نوبت آنے پر ہمیشہ کے لئے اس سے رشتہ ازدواج منقطع نہیں کر سکتا تو پھر بیک وقت تین طلاقوں سے اسکی حق تلفی کیونکر ہوتی ہے؟

(ب)اسلامی قانون میں دور جعی طلاقوں کی موجودگی سے بہت سے علماء یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ عورت کا یہ حق ہے کہ اسے دو مرتبہ ReUnion کا چانس ملنا چاہیے۔ دوسرے لفظوں میں طلاق کے پہلے دو موقعوں پر خاوند کو لازمی طور پر رجعت پر سوچنے کے لئے وقت رکھنا چاہیے۔ گویا جب شادی کے بعد پہلی دفعہ طلاق کی نوبت آئے تو مرد فوری طور پر ہمیشہ کے لئے رشتہ ازدواج کو ختم نہیں کر سکتا۔ لیکن سوچ کی یہ کڑی غلط ہے کیونکہ رجعی طلاق میں رجعت لازمی نہیں ہوتی۔ بلکہ محض ایک متبال چوائیس ہے۔ اس طرح پہلی طلاق دیتے وقت بھی مرد پر لازم نہیں ہے کہ وہ رجعت (عدت کے اندر بغیر نکاح کے، اور عدت کے بعد تجدیدِ نکاح سے) کا خیال لازمی طور پر اپنے دل و دماغ میں رکھے۔ جب مرد رشتہ ازدواج کو دوبارہ قائم نہ کرنے کا قصد ایک طلاق دیتے وقت بھی کر سکتا ہے تو یک بارگی تین طلاق دیتے وقت ایسا کرنے سے عورت کی حق تلفی کس طرح ہوتی ہے؟

(ج)آپ اس معاملے کو معاہدے کے مروجہ اصول سے بھی دیکھ سکتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ آپ معاہدہ کر کے کسی شخص کے ساتھ اشتراک میں کاروبار شروع کرتے ہیں تو کیا آپ یا آپ کا پارٹنر اس شراکت سے ہمیشہ کے لئے الگ نہیں ہو سکتا؟ ہو سکتا ہے!

اسی طرح شادی بھی مرد اور عورت کے مابین ایک عمرانی یا معاشرتی معاہدہ ہے جس سے کوئی بھی فریق علیٰحدگی کے کسی بھی موقع پر ہمیشہ کے لئے خود کو علیٰحدہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لہٰذا ایک وقت تین طلاقوں کے بارے میں یہ کہنا کہ اس سے عورت کا حق مارا جاتا ہے، بے بنیاد ہے۔

(د)آج ترقی یافتہ دنیا میں (جہاں نسوانی حقوق کا بڑا غلغلہ ہے) لوگ عدالت کے ذریعے ایک طلاق دیتے ہیں۔ پھر کوئی شاذ و نادر جوڑا ہی دوبارہ آپس میں شادی کرتا ہے۔ جب حقوقِ نسواں کے چیمپین شادی کے بعد طلاق کی نوبت آنے پر ایک طلاق (جس میں دوبارہ ملاپ نہ کرنے کا کوئی اعلان نہیں کیا جاتا) سے ہمیشہ کے لئے رشتہ توڑ دیتے ہیں تو پھر اسلام میں یکبارگی تین طلاق کے ذریعے ایسے اعلان کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رشتہ توڑ دینا کیونکر غلط ہے؟ کیا اپنے ارادے کا اظہار کرنا اصولی طور پر ناجائز (حرام، بدعت) کام ہے؟ ظلم ہے؟ حق تلفی ہے؟

(ہ)درج بالا نکتہ اسلام میں بھی "ایک یا تین طلاق" کے تناظر میں موجود ہے۔ یہاں یہ بات مدِ نظر رہے کہ ایک طلاق کی صورت میں مرد کا یہ حق ہے کہ وہ رجعت کا سوچ بھی سکتا ہے اور رجعت کا نہیں بھی سوچ سکتا۔ اب فرض کیجئے جمیل نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دیتے وقت پختہ ارادہ کیا تھا کہ وہ دوبارہ ملاپ نہیں کرے گا، لہٰذا وہ رجعت کے لئے تیار نہیں ہے۔ جب کہ اقبال نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے کر اپنا پختہ ارادہ ظاہر کر دیا تھا کہ وہ دوبارہ ملاپ نہیں کرے گا، لہٰذا وہ رجعت کے لئے تیار نہیں ہے۔ ان دو صورتوں میں دوبارہ ملاپ نہ کرنے کا پختہ ارادہ اور بعد ازاں دوبارہ ملاپ کے لئے تیار نہ ہونا مشترک ہے، فرق صرف طلاق کے وقت اپنے ارادے کو ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا ہے۔ اب یہ کونسا اصول ہے کہ دوبارہ ملاپ نہ کرنے کے ارادے کو ظاہر نہ کرنا انصاف ہے اور اسکو ظاہر کر دینا بے انصافی اور ظلم ہے؟

انصاف کے عمل میں جرم کا ذکر غائب

ذرا سوچئے، میں آپ کو اپنا حق تلف کرنے کے الزام میں سزا دلوانا چاہتا ہوں لیکن میں عدالت کو یہ نہیں بتاتا کہ آپ نے میرا کونسا حق مارا ہے۔ اور اگر عدالت اس صورت میں آپکے خلاف سزا سنا دے تو کیا یہ انصاف ہو گا؟ بہت ممکن ہے کہ آپ اسے انصاف تسلیم نہ کریں لیکن اسی

قسم کا انصاف اسلامی نظریاتی کونسل یکبارگی تین طلاق دینے والے آدمی کے خلاف چاہتی ہے۔ چونکہ کونسل مذہبی معاملات میں رائے دینے کا اعلیٰ ترین اور قومی ادارہ ہے، اس پوزیشن کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ چاہتی ہے کہ محض اس کی سفارش (جس میں جرم کا ثبوت موجود نہیں ہے) پر قومی اسمبلی یکبارگی تین طلاق دینے والوں کے لیے سزا کا قانون بنادے۔ پھر جب کسی شخص کا مقدمہ عدالت میں پیش ہوگا تو عدالت محض یکبارگی تین طلاق کے فعل کو دیکھے گی اور قانون کے مطابق سزا سنادے گی۔ اس طرح مرد نے عورت کا کونسا حق مارا ہے، جو کہ مقدمہ کی اصل بنیاد ہے، سرے سے زیرِ غور ہی نہیں آئے گا۔

اب آپ خود فیصلہ کیجئے: کیا انصاف کے اس عمل میں آپکو کونسل کی دیانت داری نظر آتی ہے؟

فردِ جرم میں مزید بے قاعدگیاں

کچھ بے قاعدگیوں کا ذکر ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ یہ بے قاعدگیاں آج کی اسلامی نظریاتی کونسل اپنی روشن خیالی کے زعم میں کر رہی ہے یا عورتوں کی جذباتی طرفداری میں تدبر کا جوہر کھو کر، یہ حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے۔ ہم تو وہ کچھ کہہ رہے ہیں جو بظاہر نظر آرہا ہے۔ یوں بھی کونسل کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ انصاف کے لئے محض یہ ضروری نہیں ہوتا کہ انصاف کیا جائے بلکہ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ انصاف ہوتا ہوا نظر آئے۔

اب آیئے فردِ جرم کے حوالے سے کونسل کی کچھ نامناسب باتوں اور رویے کی جانب:

(1) ۴ جنوری ۲۰۱۸، ڈان نیوز ٹی وی، رپورٹ قلب علی:

"اسلامی نظریاتی کونسل (سی آئی آئی) نے ایک ساتھ تین طلاقیں دینے پر سزا کے نفاذ کی حمایت کر دی۔۔۔
گذشتہ روز میڈیا سے بات کرتے ہوئے ڈاکٹر قبلہ ایاز نے حال ہی میں بھارتی سپریم کورٹ کی جانب سے ایک وقت میں تین طلاق دینے کے خلاف دیے گئے فیصلے پر اظہارِ خیال کیا۔"

یہ بات بہت تکلیف دہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے، تین بھارتی غیر مسلم ججوں (فیصلہ تین دو کا تھا، جس میں مسلم جج نے اختلاف کیا تھا اور سکھ جج نے بھی اختلاف کیا تھا) کی جانب سے یکبارگی تین طلاق کو قابلِ سزا جرم قرار دینے کے فیصلے سے اتفاق کیا ہے۔ کونسل کے اس عمل سے کم از کم ماضی کے تمام علماء اور فقہاء اور صدیوں پر محیط ایک عام مسلم پریکٹس (بیک وقت تین طلاقیں دینے پر سزا نہ دینا) کی بے عزتی ہوئی ہے۔ اب غیر مسلموں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا ہے کہ نکاح و طلاق جیسے عام معاملے میں بھی ماضی کے تمام مسلم جورسٹ کی آیاتِ قرآنی کی سمجھ (بھارتی سپریم کورٹ نے حدیث کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے) آج کے غیر مسلم ججوں کے مقابلے میں ناقص اور غلط تھی۔ جس کے نتیجے میں مسلم خاندانی نظام میں مرد بے لگام ہو کر عورت پر ظلم ڈھاتے رہے اور اس طرح صدیوں سے مسلم معاشرہ عورتوں کے لئے جہنم بنا ہوا ہے۔

کونسل کی اس کارکردگی پر کیا تبصرہ مناسب ہے، اس کا فیصلہ ہم قارئین پر چھوڑ رہے ہیں۔

(2) ۲۷ ستمبر ۲۰۱۸،،ڈان نیوز ٹی وی، رپورٹر جاوید حسین:

"کونسل کا کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والے اجلاس کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر قبلہ ایاز کا کہنا تھا کہ اجلاس میں تین طلاق کے جرم کے مرتکب افراد کے لئے سزائیں مقرر کرنے پر غور کیا گیا۔۔۔اور اسکو قابل تعزیز قرار دینے کی تائید پہلے ہی موجود ہے۔۔۔ خواتین اور بچے بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔اور انکی صحت اور تعلیم پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔"

یہاں موصوف کا فقرہ نوٹ کیجئے کہ اسکو قابل تعزیر قرار دینے کی "تائید" پہلے ہی موجود ہے، یعنی موصوف نے یہ نہیں کہا کہ اس فعل کے قابل تعزیر ہونے کا "ثبوت" پہلے ہی موجود ہے۔ گویا کونسل کے نزدیک ملزم کو سزا دینے کے لئے محض کونسل کی پہلے سے یا موجودہ "تائید" ضروری ہوتی ہے، جرم کا "ثبوت" قطعی ضروری نہیں ہوتا۔ کیا جرم کے "ثبوت" کے بجائے محض علماء کی "تائید" پر لوگوں کو سزا دینا درست ہے؟

(3) اوپر خبر میں نوٹ کیجئے کہ گھنٹوں کے اجلاس میں بھی کونسل یکبارگی تین طلاق کے فعل کو قابل سزا ہونے کا ثبوت نہیں لا سکی۔اور یہ ناکامی صرف اسی اجلاس میں نہیں ہوئی بلکہ کئی سالوں سے کونسل اس کام میں ناکام رہی ہے۔ کونسل کی یہ مسلسل ناکامی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ فعل قابل سزا نہیں ہے۔

(4) اوپر موصوف کی تیسری بات، عورتوں اور بچوں کا کافی متاثر ہونا ہے۔

آیئے پہلے عورت کے معاملے کو دیکھتے ہیں۔اصولی طور پر مطلقہ عورت پر آنے والے مصائب کے حوالے سے فعلِ طلاق کو اسی صورت میں جرم قرار دیا جاسکتا ہے جب طلاق کے بعد بھی مطلقہ کا خیال رکھنا اس کے سابق شوہر کی ذمہ داری ہو۔ اگر طلاق کے بعد مرد پر مطلقہ کی ذمہ داری ہوتی ہی نہیں تو پھر وہ طلاق دے کر کس طرح جرم کا ارتکاب کرتا ہے؟

دراصل عورت پر مصائب کی لنگڑی دلیل اس مفروضے پر دی جاتی ہے جسکا بیان بھارتی سپریم کورٹ کے فیصلے میں بھی موجود ہے۔ کورٹ کا ماننا ہے کہ یکبارگی تین طلاق سے رشتہ فوری طور پر ٹوٹ جاتا ہے اور مصالحت (دوسرے لفظوں میں طلاق کو کالعدم کرنا) کا کوئی موقع نہیں رہتا۔ لیکن ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ ایک طلاق دینے پر بھی رجعت لازمی نہیں ہوتی۔اور ایسا آج ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ جب ایک طلاق کے بعد مرد رجعت سے انکار کر دے (اس حق کو مسلم علماء اور ساری دنیا مانتی ہے) تو عورت پر وہی مصائب آتے ہیں جسکا ذکر موصوف نے تین طلاق کے حوالے سے کیا ہے۔ لہٰذا عورت پر مصائب کے حوالے سے ایک طلاق کو درست اور تین طلاق کو جرم قرار دینا محض ایک دوہرا معیار ہے، بے بنیاد ہے۔

(5) اب آیئے بچوں کی مشکلات کی طرف: مرد عورت کو طلاق دیتا ہے، بچوں کو طلاق نہیں دیتا۔ لہذا قرآن کی رو سے بچے باپ کی تحویل میں رہیں گے۔اور باپ پر بچوں کی پرورش اور تمام تر اخراجات کی ذمہ داری ہو گی۔اب اگر کوئی باپ کسٹڈی لینا نہیں چاہتا یا اپنی تحویل میں اپنے بچوں کو نظر انداز کرتا ہے یا شیر خوارگی کی مدت کے دوران اپنی مطلقہ کو اخراجات نہیں دیتا تو یہ قابل سزا جرم ہے۔ لیکن یہ جرم بیوی کو طلاق دینے کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش نہ کرنے کی بنیاد پر ہے۔

لیکن زیادہ تر صورتوں میں بچوں پر مصائب کی وجہ ماں کا بچوں کو اپنی تحویل میں رکھنا ہوتا ہے۔ موصوف ہی کی بات نوٹ کیجئے: "خواتین اور بچے بری طرح متاثر ہوتے ہیں"۔ جب عورت خود ہی معاشی مصیبت میں گرفتار ہو، پھر وہ بچوں کو بھی اپنی تحویل میں رکھنے کی ضد پر اتر آئے تو ان بچوں کی پرورش اور ان کے مستقبل کا بری طرح متاثر ہونا فطری بات ہے۔
یہاں سارا قصور عورت کا ہے، عدالت کا ہے، مفتیان کا ہے۔ (قرآن کی رو سے چائلڈ کسٹڈی پہلے دن سے باپ کی ہوتی ہے۔ صرف شیر خوارگی کی مدت میں وہ بچے کو ماں کی نگہداشت میں رکھے گا اور اسے اس نگہداشت کی اجرت ادا کرنی ہوگی)

مجموعی طور پر بچوں پر مصائب کا تعلق فعلِ طلاق سے نہیں بلکہ طلاق کے بعد سابقہ زوجین کے بچوں کی جانب حقوق و فرائض سے ہے۔

(6) ۲۱ جنوری ۲۰۱۵ء ڈان نیوز اردو، رپورٹر عرفان طارق: "کونسل کے چیئرمین محمد خان شیرانی نے دو مہینے سے جاری اجلاس کے بعد پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ تین طلاقیں تین مختلف اوقات میں دی جاسکتی ہیں، اس لئے اسے جرم قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ تاہم بیک وقت ایسا کرنے والے کے لئے سزا متعین کرنے کا اختیار عدالت پر چھوڑ دیا ہے۔"

تین طلاقیں تین مختلف اوقات میں (ہی) دی جاسکتی ہیں، یہ بیان نہ کہیں قرآن میں ہے اور نہ ہی کسی حدیث میں موجود ہے۔ پھر ایک وقت میں تین طلاقوں کے مقدمات نبی ﷺ کے سامنے پیش ہوتے رہے اور آپ ﷺ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ تین طلاقیں صرف مختلف اوقات ہی میں دی جاسکتی ہیں۔ لہذا محمد خان شیرانی صاحب کا دعوی صراصر غلط بیانی ہے۔

(7) محمد خان شیرانی نے اپنے چند رفقاء کی تاویل کی بنیاد پر عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) ان کے عہد کے مفتی صحابہ (رضی اللہ عنہ)، عثمان (رضی اللہ عنہ) و علی (رضی اللہ عنہ) کے دور کے مفتی صحابہ (رضی اللہ عنہ) ائمہ اربعہ (رحمۃ اللہ) جیسے اکابرین کے فیصلوں کو غلط قرار دیدیا ہے۔ اور صدیوں کی اقلیتی رائے کو ملک کا قانون بنانا چاہتے ہیں۔ جس ملک میں مذاہبِ اربعہ پر عمل کرنے والوں کی غالب اکثریت ہو وہاں ایسا کرنا (اپنے نکتہ نظر کو قطعی طور پر ثابت کئے بغیر) کیا علمی اور قانونی لحاظ سے درست ہوگا؟

(8) بقول شیرانی صاحب: کونسل نے سزا متعین کرنے کا اختیار عدالت پر چھوڑ دیا ہے۔ اس صورت میں مختلف ججز اپنی صوابدید پر مختلف سزائیں سنائیں گے۔ جب جرم کی نوعیت ایک ہی ہو تو کیا کسی مجرم کو کم، دوسرے کو زیادہ، اور تیسرے کو اور بھی زیادہ سزا دینا انصاف ہوگا؟

(9) ۶ ستمبر ۲۰۱۹ء، اخبارِ جنگ: "اسلامی نظریاتی کونسل نے بیک وقت تین طلاقیں قابل سزا قرار دینے کی سفارش کر دی۔ پارلیمنٹ ہاوس اسلام آباد میں قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے قانون و انصاف کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں اسلامی نظریاتی کونسل نے

میراث اور طلاق کی شیعہ اور سنی مسالک کے مطابق قانون سازی کی حمایت کر دی۔ اجلاس کے دوران وفاقی وزیر فروغ نسیم کا کہنا تھا کہ بیک وقت تین طلاقوں کو قابل سزا جرم قرار دینے کا کوئی حوالہ ملا تو قانون سازی کر سکتے ہیں، اسلامی نظریاتی کونسل بیک وقت تین طلاقیں قابل سزا ہونے کی تصدیق کرے گی تو قانون سازی کی جانب بڑھیں گے "

وزیر قانون فروغ نسیم صاحب کے ریمارکس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے نمائندوں (جو قائمہ کمیٹی کے اجلاس میں شریک تھے) نے نہ تو بیک وقت تین طلاقوں کے قابل سزا ہونے کا کوئی حوالہ دیا، اور نہ ہی اس فعل کے قابل سزا ہونے کی کسی اور بنیاد پر تصدیق کی۔ کیا کونسل کی یہ کارکردگی علمی لحاظ سے اطمینان بخش ہے؟

(19) نبی ﷺ کے زمانے میں بیک وقت تین طلاقوں کے مقدمات پیشی ہوتے رہے اور آپ ﷺ نے کسی بھی شخص کو ایسا کرنے پر کوئی سزا نہیں دی۔ اگر آج سزا دینے کا فیصلہ درست مانا جائے تو کیا اس سے اللہ کے رسول ﷺ کا فیصلہ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) غلط ثابت نہیں ہوتا؟

پھر آج سزا دینے کا جواز عورتوں اور بچوں پر کمر توڑ دینے والا ظلم قرار دیا جا رہا ہے۔ تو کیا اس سے اللہ کے رسول ﷺ پر یہ الزام نہیں آتا کہ انہوں نے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) اسلامی خاندانی نظام میں عورت اور بچون پر شدید ظلم کا کوئی نوٹس نہیں لیا، ان کو نظر انداز کیا، اور مرتکبین کو سزا نہ دے کر ظلم کی حمایت کی؟

اس طرح انہوں ﷺ نے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) مسلمانوں کو بیوی اور بچوں پر ظلم ڈھانے اور انکی زندگیوں کو برباد کرنے کی کھلی چھٹی دے دی؟

اور کیا اس سے عالمی سطح پر اسلامی نظام عورتوں اور بچوں کے حق میں پچھلے چودہ صدیوں سے جاری ایک ظالمانہ نظام قرار نہ پائے گا؟

نوٹ: یہ کالم اس قدر طویل ہو گیا ہے کہ قرآن و حدیث کے مباحث اب علیحدہ مضامین میں شائع ہونگے۔

دعاؤں کا طالب

ڈاکٹر نواب احمد